تردید غیر مقلدیت میں

تربیتی مجالس

منعقدہ

۲۰/۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۸/۱۹/ فروری ۲۰۱۷ء

بروز سنیچر/اتوار

مؤلف

مولانا ہلال احمد ابن مولانا محمد عثمانؒ

مدیر مرکز حدیث وفقہ اسلامی

مولوی محمد عثمانؒ پورہ سروے نمبر ۱۵۶، مالیگاؤں 423203

ضلع ناسک، مہاراشٹر، الہند

موبائیل نمبر 09423477065

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبرا

شرعی دلائل

جب تک حضور اکرم ﷺ عالم شہادہ میں موجود تھے تو شرعی دلائل صرف دو تھے (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ ﷺ

دلیل: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑ رہا ہوں کہ جب تک تم انہیں مضبوط پکڑے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول کی سنت (مؤطا امام مالک)

(اسی حدیث کو دلیل بنا کر اور ''سنت'' اور حدیث کو ایک کہہ کر غیر مقلدین شرعی دلائل کو صرف دو کہتے ہیں (۱) قرآن مجید (۲) حدیث۔ یہ حدیث ''صحیح'' درجہ تک نہیں پہنچتی کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی صالح بن موسیٰ الطلحی ہیں جنہیں بخاری نے منکر الحدیث اور نسائی نے متروک کہا ہے، جب کہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ''ہم صرف صحیح حدیث پر عمل کرتے ہیں'')

جب خلافت راشدہ قائم ہوئی، نئے نئے ممالک فتح ہوتے گئے، جدید قسم کے مسائل پیش آتے رہے اور علم کے مختلف شعبوں کی تدوین ہوتی گئی۔ صحابۂ کرام کی شوریٰ مختلف مسائل پر قائم ہوتی گئی تو خلفاءِ راشدین اور صحابۂ کرام کا ''اجماع'' بھی بطور دلیل کے سامنے آیا۔

دلیل: (۱) وَعَدَ اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحات لیستخلفنھم فی الارض ..... ترجمہ:۔ تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسے ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی، اور جس دین کو ان کیلئے پسند فرمایا ہے اس کو ان کیلئے قوت دے گا، اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بہ امن کر دیگا۔ (سورہ نور آیت نمبر ۵۵)

(۲) الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوُ الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکرِ، وللہ عاقبۃ الامور ۔ ترجمہ:۔ یہ لوگ تو ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں) کو بھی نیک کاموں کے کرنے کو کہیں، اور برے کاموں سے منع کریں، اور سب کاموں کا اختیار تو خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ (سورہ حج آیت نمبر ۴۱)

ان آیتوں میں اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے کہ خلفائے راشدین میں جمیع بلاد اسلامیہ میں مختلف پہلوؤں سے نفاذ شریعت کے سلسلہ میں جو محنتیں کی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ہیں، ان کے زمانے میں جس کسی مسئلہ پر عملاً یا قولاً اتفاق ہو گیا، خواہ وہ کسی ایک اسلامی شہر یا ملک کا اتفاق ہو یا پوری خلافت اسلامیہ کا مجموعی طور پر اتفاق ہو وہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمکین کے مرادف ہیں۔ ان آیات کی یہ تفسیر و مفہوم بہت سی تفسیر کی کتابوں میں ہے مثلاً تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۴۳۶، تفسیر بحر محیط ج ۶ ص ۴۸، تفسیر بیضاوی ج ۴ ص ۱۲۹، تفسیر کشاف ج ۳ ص ۱۶۲ وغیرہ۔ لہٰذا عہد خلافت راشدہ کے اجماعی مسائل کی خلاف ورزی ہرگز جائز نہیں ہوگی، چنانچہ تراویح کی بیس رکعات، ایک مجلس کی تین طلاقوں کا تین شمار ہونا، نکاح متعہ کی حرمت، جمعہ کی اذان اوّل کا اضافہ، عورتوں کو مسجد میں جانے سے ممانعت، قرآن کریم کو ایک صحیفہ میں جمع کرنا، یا مصحف عثمانی ہی کا سب کو پابند کیا جانا وغیرہ، یہ سب امور خیر محض ہیں، اگرچہ آنحضرت ﷺ نے انہیں نہ کیا ہو یا آپ ﷺ سے انکے خلاف کوئی خبر واحد صحیح ہی کیوں نہ منقول ہو۔ (یعنی اس کے خلاف صحیح حدیث بھی منقول ہو تب بھی عہد خلافت راشدہ کے اجماعی مسائل کی خلاف ورزی ہرگز جائز نہیں ہے)۔

(۳) حضور ﷺ کی حدیث: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھے گا پس میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا جو کہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اسے خوب مضبوطی سے پکڑے رہو۔'' (ابوداؤد ص ۱۹۵ ج ۲۔ ترمذی ص ۹۰ ج ۲۔ ابن ماجہ ص ۵)

اسلام کا دائرہ عمل ملک عرب سے بڑھ کر پڑوس تک پہنچا اور حالات کے تقاضہ کے مطابق اجتہادی امور کا سابقہ ہوا اسلئے اجتہاد بھی دلیل شرعی ہو گیا۔ **دلیل:** رسول اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو بطور گورنر یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ (لوگوں کے درمیان) کس طرح فیصلہ کرو گے، انہوں نے جواب دیا کہ میں کتاب اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ نے ارشاد فرمایا: اگر اس مسئلے کا حکم کتاب اللہ میں موجود نہ ہو تو پھر؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ نے پوچھا اگر سنت رسول اللہ ﷺ میں وہ حکم موجود نہ ہو تو پھر؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اس پر آپ نے ان کی توثیق فرماتے ہوئے فرمایا کہ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے رسول اکرم ﷺ کے قاصد کو اپنے پسندیدہ اور مرضی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ (ترمذی ۱: ۲۴۷ کتاب الاحکام فی القاضی کیف یقضی، مسند احمد ۵: ۲۸۸، بن عدی فی الکامل ۲: ۱۹۴، رواہ الطبرانی فی الکبیر ۲۰: ۱۷۰، حدیث نمبر ۳۶۲، رواہ البیہقی ۱۰: ۱۱۴)

Scanned by CamScanner

سنن ابوداؤد کی روایت میں یہی روایت چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مروی ہے۔ اس میں ہے کہ اگر تم سنت رسول اللہ ﷺ میں بھی مسئلہ شرعی نہ پاؤ تو کیا کرو گے؟ عرض کیا اس وقت اپنی رائے سے اجتہاد و استنباط کروں گا اس پر آپ ﷺ نے فرط مسرت میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سینے پر اپنا دست مبارک مارا اور فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول راضی ہے۔ (ابوداؤد: ۵۰۵ باب اجتہاد الرای فی القضاء)

خلیفۂ راشد ثانی حضرت عمر بن خطابؓ نے بہت سے قوانین وضوابط کی تدوین کردی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے قاضی شریحؒ کو ایک فرمان میں لکھا کہ مقدمات میں اول قرآن مجید کے متعلق فیصلہ کرو، قرآن میں وہ صورت مذکور نہ ہو تو حدیث، اور حدیث نہ ہو تو اجماع (کثرت رائے) کے مطابق اور کہیں پتہ نہ لگے تو خود اجتہاد کرو۔ (کنز العمال ص ۷۴ ج ۳، مسند دارمی)

جمیع اہل سنت والجماعت کے نزدیک سنتِ خلفاءِ راشدین اور اقوال واعمالِ سلف حجت ہیں۔ درج بالا فرمان سنت خلفاءِ راشدین میں سے ہے۔ تقریباً چودہ سو سال سے اب تک نہ کوئی ''خلیفۂ راشد'' آیا اور بارہ سو سال سے زائد عرصہ سے اب تک ائمہ اربعہ (چاروں امام) کے سوا نہ کوئی ''مجتہد مطلق'' پیدا ہوا اسلئے بنیادی شرعی دلائل کی تدوین مکمل ہوگئی۔ اسلام نے قرآن وسنت کو اصل الاصول کی حیثیت سے بتلایا۔ پھر ان دو اصل الاصول سے ماخوذ اور بھی ماخذ واصول ہیں، جن کی روشنی میں دینی احکام مستنبط ہوتے رہیں گے، اسطرح ادلۂ شرعیہ (شرعی دلائل) چار ہوگئے (۱) قرآن مجید (۲) سنت رسول اللہ ﷺ (۳) اجماع۔ جس میں سنت خلفائے راشدین، خیر القرون کے سنن وآثار ہیں (۴) شرعی قیاس واجتہاد۔

لہٰذا جمیع اہلسنت والجماعت کے نزدیک اسلام میں مسائل کے استنباط کے لئے شرعی دلائل چار ہیں۔

(۱) کتاب اللہ (۲) سنتِ رسول اللہ ﷺ (۳) اجماع (۴) قیاس مجتہد۔

(۱) **کتاب اللہ یا قرآن مجید:**۔ دینی احکام کا پہلا ماخذ قرآن مجید ہے۔

قرآن کریم میں کچھ احکام نہایت وضاحت اور صراحت سے بیان کئے گئے ہیں۔ جیسے ایمانیات، اخلاقیات، قانونِ شہادت، قانونِ حدود، قانونِ وراثت۔ مگر کچھ احکام ایسے ہیں جسے قرآن کریم نے مجمل طور پر بیان کیا ہے۔ اسی طرح کچھ مسائل ایسے ہیں جن کی کوئی تصریح قرآن کریم میں نہیں ملتی۔ مثلاً پانی کی پاکی اور ناپاکی کے مسائل، بیع جنس بالجنس کی کیا صورت ہے۔ جو جرائم حدود کے تحت نہیں ان کی سزا کیا ہے؟ زمینوں کے مسائل میں مضاربت کے احکام وغیرہ۔ مساجد کے تفصیلی شرعی احکام، وغیرہ وغیرہ ہزاروں مسائل ہیں جو ہمیں قرآن کریم میں واضح طور پر نہیں ملتے۔

دورِ حاضر میں اہل قرآن کے نام سے ایک نیا فرقہ وجود میں آیا ہے جو اصول شرع میں سے صرف قرآن کو مانتا ہے۔ سنتِ رسول اللہ ﷺ اور اجماع کو نہیں مانتا۔ یہ فرقہ گمراہ ہے اور اسلام سے خارج ہے۔

(۲) **سنتِ رسول اللہ ﷺ:** دینی احکام کا دوسرا ماخذ سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات عمل کے پہلو سے ذکر کی جائیں تو سنت کہا جاتا ہے

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ''سنت'' شرعی دلائل میں سے ہے ''نہ کہ حدیث''۔ سنت اور حدیث میں فرق ہے۔ سنت ثابتہ وہی ہے جس پر اکابر صحابہ وتابعین کا تعامل رہا۔ اور جو روایت ان کے تعامل کے خلاف ہو وہ یا تو منسوخ کہلائے گی یا اس میں تاویل کی ضرورت ہوگی۔ ایسی روایات جو تعاملِ سلف کے خلاف ہوں صدرِ اول میں ''شاذ'' شمار کی جاتی تھیں۔ اور جس طرح متاخرین محدثین کی اصطلاح میں ''شاذ'' روایت حجت نہیں، اسی طرح متقدمین کے نزدیک ایسی شاذ روایت حجت نہیں تھیں۔

تعاملِ سلف: تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں حضراتِ صحابہ کرامؓ اور اکابر تابعینؒ کا تعامل کسی مسئلہ میں حجت قاطعہ شمار ہوتا تھا۔ اور احادیث کی صحت و سقم کے لئے معیار کی حیثیت رکھتا تھا۔ جو احادیث کہ اکابر صحابہ وتابعین کے تعامل کے خلاف ہوتیں انہیں شاذ۔ منسوخ یا مؤول سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالکؒ مؤطا میں جگہ جگہ تعامل اہل مدینہ کا حوالہ دیتے ہیں۔ اور جو احادیث اہل مدینہ کے تعامل کے خلاف ہوں انہیں غیر معمول بہا قرار دیتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ دوسری صدی میں احادیث کے جتنے مجموعے مرتب کئے گئے ہیں ان میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات کیساتھ حضراتِ صحابہ وتابعین کا تعامل بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً ترمذی شریف میں حدیث باب بیان کرنے کے بعد امام ترمذی اس قسم کا جملہ لاتے ہیں ''والعمل علیٰ ھذا الحدیث عند اکثر اھل العلم'' وغیرہ۔ لیکن خیر القرون کے بعد چونکہ معیاری تعامل آنکھوں کیسامنے نہیں رہا تھا اسلئے احادیث کی صحت وسقم اور ان کے معمول بہا ہونے یا نہ ہونے کا مدار صرف سند کی صحت وضعف اور راویوں کی جرح وتعدیل پر رہ گیا اور روایات کے مقابلہ میں تعاملِ سلف کی اہمیت نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں کو خیال ہونے لگا کہ ایک ایسی روایت جس کے راوی ثقہ ہوں..... اسکے مقابلہ میں حضراتِ خلفاءِ راشدینؓ کا تعا

Scanned by CamScanner

ل بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ کسی روایت کے راویوں کی ثقاہت وعدالت اور فہم ودیانت کو حضرات خلفاء راشدینؓ کے تعامل پر ترجیح دے ڈالنا نہ صرف یہ کہ صحت مندانہ طرزِ فکر نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اگر اسے رفض کا خفی شعبہ کہا جائے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ رفض کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ بعد کے راویوں کی روایات کے بھروسے حضرات صحابہ کرامؓ اور خلفاءِ راشدینؓ کو نص نبوی کی مخالفت سے مطعون کیا جائے۔

اس لئے سنت رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ میں تعاملِ سلف حجتِ قاطعہ شمار ہوتا ہے۔

نوٹ: سنت کے ماہرین کو مجتہدین، فقہاء اور اہل الرای بھی کہتے ہیں۔ اور حدیث کے ماہرین کو محدثین، اہل الحدیث، اصحاب الحدیث بھی کہتے ہیں۔

محدثین کا دائرۂ کار: محدثین کی مہارت اور انکی تحقیق کا دائرہ حدیث کی اسناد اور الفاظ تک محدود ہے۔ یہ بھی دین کا اہم باب ہے۔ اس علم کی برکت سے وضاع، کذاب لوگوں کو جھوٹی اور من گھڑت حدیثیں بنانے کی جرأت نہ ہوگی۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں اگر تحقیق سند کا مسئلہ نہ ہوتا تو جو آدمی جو کچھ چاہتا وہ کہہ ڈالتا۔

مجتہدین کا دائرۂ کار: مجتہدین، فقہاء، اہل الرای کی تحقیق کا دائرہ اسناد سے وسیع تر ہے۔ مجتہدین پانچ امور کی تحقیق کرتے ہیں۔

(۱) بنیادی طور پر حدیث ثابت ہے یا نہیں؟ (۲) احادیث کے معانی کی تشریح وتوضیح؟ (۳) حدیث معمول بہ ہے یا متروک؟ (۴) حدیث سے ثابت شدہ حکم کی شرعی حیثیت کا تعین، یعنی وہ فرض ہے یا واجب؟ سنت ہے یا مستحب ہے؟ مباح ہے یا مکروہ ہے؟ مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی یا حرام؟ (۵) اس حدیث سے متعارض دوسری حدیث کے تعارض وتضاد کو دور کرنا۔

ان امور خمسہ کی تحقیق کیلئے امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اسناد کیساتھ آثار صحابہ کو بھی بنیاد بنایا ہے۔ آثار صحابہ نہ ملنے کی صورت میں کتاب وسنت سے ماخوذ اپنے اجتہادی اصولوں اور خداداد فقہی صلاحیت سے کام لیا ہے۔ صاحبینؒ نے آثار صحابہ کے ساتھ اقوال تابعین وتبع تابعینؒ کو بھی بنیاد بنایا ہے۔

(۳) **اجماع امت:** دینی احکام کا تیسرا ماخذ اجماع امت ہے یعنی جس بات پر تمام صحابہ نے بلا اختلاف اتفاق کرلیا ہے، اور کسی نے بھی نکیر نہیں کی، اور پھر اسکے بعد پورے دور صحابہ اور دور تابعین میں اس پر عمل کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری ہوچکا ہو۔ جن مسائل پر اجماع ہوا ہے ان میں سے چند بطور مثال ملاحظہ ہوں۔

(۱) جماع بدون الانزال کے موجب غسل ہونے پر صحابہ کا اجماع ہوا۔ (طحاوی ج ۱ ص ۴۷)

(۲) خیار رویت مشتری کو حاصل ہوگا۔ بائع کو نہیں ہوگا۔ (اشرف الہدایہ ج ۸ ص ۱۱۲)

(۳) حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پورے رمضان مواظبت کے ساتھ بیس رکعت باجماعت تراویح پر صحابہ کا اجماع۔ (نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۵۴)

(۴) دورِ فاروقی میں ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ اس پر اجماع ہوا۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۷۸ عن ابن عباس)

(۵) دورِ فاروقی میں نمازِ جنازہ کی چار تکبیرات پر اجماع ہوا۔ (البدائع للکاسانی ج ۲ ص ۳۱۳)

(۶) تیسری اور چوتھی مرتبہ چوری کرنیوالے کا قطع نہ ہوگا۔ دورِ فاروقی میں اجماع ہوا (بدائع ج ۷ ص ۸۸، دار قطنی ج ۳ ص ۱۸۰)

(۷) بخاریؒ کے استاذ ابن المدینیؒ نے کہا کہ حدیث قلتین کے خلاف حضرت ابن عباسؓ وابن زبیرؓ کا صحابہ کے مجمع میں زمزم کے کل پانی نکالنے پر اجماع ہوا۔ (انتصار الحق ص ۲۷۵)

(۸) جمعہ کی اذان اول ضرورت کی وجہ سے دورِ عثمانی میں رائج ہوئی۔ اور تمام صحابہ نے اس پر بلا اختلاف اتفاق کرلیا۔ اس کے بعد سوادِ اعظم نے عمل کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری کیا۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۵)

نوٹ: دورِ حاضر کے اہلِ حدیث، جن کو لوگ غیر مقلد، لادینی فرقہ کہتے ہیں وہ اپنے کو اہل الحدیث محمدی، سلفی وغیرہ کہتے ہیں، ادلۂ شرع چار میں سے صرف دو کو یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مانتا ہے۔ اجماع صحابہ کو حجتِ شرعیہ نہیں مانتا۔ لہذا یہ فرقہ بلاخوف اہل السنہ میں داخل اور الجماعۃ سے خارج ہے (منہاج السنہ لابن تیمیہؒ ج ۲ ص ۲۷۳)۔ یہ لوگ مطلب ہوتا ہے تو مان بھی لیتے ہیں جیسے تراویح جماعت سے پورے رمضان پڑھنا، صفوں میں قدم کو قدم سے ملانا حضور ﷺ کا قول نہیں ہے، حضرت انس صحابی کا قول ہے جیسا کہ ''بخاری ص ۸۰ عن انس باب الزاق المنکب بالمنکب و القدم بالقدم فی الصف'' میں موجود ہے۔

سنتِ خلفاءِ راشدین بھی اجماع امت کا ماخذ ہے۔ خیر القرون (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) کے آثار بھی حجتِ شرعیہ ہیں

(۴) **قیاس، رائے یا اجتہاد:** دینی احکام کا چوتھا ماخذ ارباب علم وفقہ کا قیاس (رائے) یا اجتہاد ہے۔ قیاس شرعی یعنی مجتہد کا اجتہاد، حجتِ شرعی ہے۔

قیاس شرعی کا مطلب: کتاب وسنت میں مذکور حکم یا اجماعی حکم کے ضمن میں مستور قاعدہ کلیہ کو تلاش کرکے غیر منصوص مسئلہ کو اس قاعدہ کلیہ کے ذریعہ حل کرنا

Scanned by CamScanner

، اور اسکا حکم شرعی معلوم کرنا، مثلاً حدیث میں ہے کہ کھانے میں اگر مکھی گر جائے تو غوطہ دے کر اسکو نکال دو، اور کھانا کھالو۔ اگر کھانے میں مکوڑا، بھڑ، ٹڈی، مچھر وغیرہ گر جائیں تو کیا حکم ہے؟ چونکہ ان چیزوں کا حکم نہ کتاب وسنت میں ہے نہ اجماع سے ثابت ہے۔ اسلئے امام ابوحنیفہؒ نے قیاس شرعی کے ذریعہ انکا حکم بتایا ہے، اس طور پر کہ انہوں نے مکھی کے بارے میں جو حکم منصوص ہے اسکے اندر غور کیا تو انکو اس منصوص حکم کے ضمن میں ایک مخفی قاعدۂ کلیہ مل گیا، وہ یہ کہ مکھی کیوجہ سے کھانا اسلئے حرام اور ناپاک نہیں ہوتا، کہ اسکی رگوں میں گردش کرنیوالا خون موجود نہیں ہے۔ لہذا تمام ایسی چیزیں جنکی رگوں میں گردش کرنیوالا خون نہیں ہے انکا حکم بھی مکھی والا ہوگا یعنی انکو نکال دو، اور کھانے پینے کی چیزیں کھا پی لو۔

لیکن غوطہ دیکر نکالنا مکھی کی خصوصیت ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اسکے ایک پر میں بیماری ہے دوسرے میں شفاء ہے، وہ گرتی ہے تو ہمیشہ بیماری والا پر پہلے ڈبوتی ہے۔ لہذا نکالنے سے پہلے اس کو غوطہ دے دیا جائے تاکہ شفاء والا بھی ڈوب جائے، اس نوع کی بات باقی چیزوں میں نہیں ہے اس لئے غوطہ دینے کی ضرورت نہیں۔

شرعی دلائل کو سلسلہ میں غیر مقلدین کی گمراہی

جمیع اہل سنت والجماعت (احناف، مالکیہ، شوافع، حنابلہ) کے نزدیک شرعی دلائل چار ہیں ۱) کتاب اللہ ۲) سنت ۳) اجماع ۴) قیاس مجتہد۔

سب سے پہلے علامہ ابن حزم اندلسی (چوتھی صدی ہجری اور علامہ شوکانی یمنی (چودہویں صدی ہجری) نے شرعی دلائل دو قرار دئے یعنی کتاب اللہ اور سنت۔ اجماع اور قیاس سے انکار کیا۔ لیکن ان کی یہ رائے انفرادی تھی دوسروں نے اسے قبول نہیں کیا۔ اگر چہ علامہ ابن حزم اور علامہ شوکانی نے غیر مقلدیت کا بیج بویا لیکن کوئی فرقہ وجود میں نہیں آیا۔ ہندوستان میں عبدالحق بنارسی وغیرہ نے کچھ اجتماعی کوشش کی۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب نے علامہ شوکانی سے علم حاصل کیا اور اس غیر مقلدیت کے بیج کی آبیاری کی۔ آہستہ آہستہ ایسے افراد جنہیں مذہبی آزادی عزیز تھی اور جو مذہب میں پابند رہنا نہیں چاہتے تھے وہ سب اکٹھا ہوتے گئے اور ایک نیا فرقہ وجود میں آیا اسے ''اہل حدیث'' کا نام دیا گیا۔ اس نوزائدہ فرقہ اہل حدیث نے اہل سنت والجماعت کے اصول میں تبدیلی کی۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک شرعی دلائل چار ہیں۔ ۱) کتاب اللہ ۲) سنت ۳) اجماع ۴) قیاس مجتہد۔ غیر مقلدین تو ''سبیل المومنین یعنی مسلمانوں کے راستے'' سے دور رہنا چاہتے ہی تھے اس لئے اجماع اور قیاس کا انکار کیا ہی تھا لیکن ساتھ میں ایک اور اہم تبدیلی کی۔ بقیہ دو دلائل کتاب اللہ اور سنت میں بھی حکمت کے ساتھ تبدیلی کی اور اسے قرآن اور حدیث کا نام دیا۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ دلیل تو ''سنت'' ہے آپ ''حدیث'' کیسے کہتے ہیں؟ تو انہوں نے ایک مفروضہ پیش کیا کہ ''حدیث اور سنت ایک ہی چیز ہے''۔ اس مفروضے کی قرآن اور حدیث میں کہیں دلیل موجود نہیں ہے۔ یہ ان کا دعویٰ بے دلیل ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چار دلائل میں سے تو دو دلائل کا تو پہلے ہی انکار کیا۔ اب سنت میں ان کی آزادی نفس کی تسکین نہیں ہوتی تھی اس لئے سنت اور حدیث کو ایک کہہ کر بطور دلیل حدیث کو رکھا۔ اب ان کے پاس اپنی تسکین کا بڑا ذخیرہ تھا کیونکہ ذخیرہ حدیث میں سنت کے مطابق بھی احادیث ہیں اور غیر سنت کے مطابق بھی، احادیث معمول بہا بھی ہیں اور احادیث غیر معمول بہا بھی، ناسخ بھی ہیں اور منسوخ بھی ہیں، غیر شاذ بھی ہیں اور شاذ بھی ہیں۔ اسلئے سنت کے نام پر ہر حدیث پر عمل نہیں کر سکتے لیکن حدیث کے نام پر جس حدیث پر چاہیں عمل کر سکتے ہیں۔ معاملہ یہیں تک نہیں رکا بلکہ آگے بڑھتا رہا۔ آزادی نفس (غیر مقلدیت) کے جذبے کی تسکین اس طرح بھی کی گئی کہ احادیث چونکہ متواتر بھی ہیں مشہور بھی ہیں، صحیح بھی ہیں، حسن بھی ہیں، ضعیف بھی ہیں، اسلئے ''سب سے صحیح کتاب کتاب اللہ ہے'' اس کا غلط استعمال کر کے احادیث کا بھی انکار کر دیا گیا اور منکرین حدیث نے اپنا نام ''اہل قرآن'' رکھ لیا۔ لیکن بات یہیں تک نہیں رکی بلکہ آزادی نفس کے جذبہ کی تسکین باقی تھی اس لئے ''کتاب اللہ'' کی پیروی میں بھی بندش باقی نہ رہے اور قرآن کی آیات کی جو معنیٰ چاہیں دے دیئے جائیں اس لئے قرآن کی تفاسیر سے بھی انکار کر دیا گیا۔ چودھویں صدی ہجری کے نصف تک سوائے ہندوستان غیر مقلدیت بطور فرقہ دنیا کے کسی مقام پر نہیں تھی۔ یہ بات اچھی طرح سمجھنے کی ہے کہ ''غیر مقلدیت'' کی یہ بیماری بطور فرقہ، ہندوستان سے عرب ممالک میں اور پوری دنیا میں ایکسپورٹ ہوئی ہے۔ آج غیر مقلدیت کی گمراہی کی ڈھلان پر مختلف فرقے مختلف مقامات پر پھسل رہے ہیں دیکھئے اب کیا ہوتا ہے اور یہ غیر مقلدین کس کس چیز کا انکار کرتے ہیں؟ دن بدن ''جدید انکشافات'' ہوتے جارہے ہیں اور پتہ نہیں آزادی نفس (غیر مقلدیت) کی یہ گاڑی کہاں رکے گی (اللھم احفظنا منھم)۔

Scanned by CamScanner

تعریفات

حدیث:۔ حضور ﷺ کی تعلیمات بیان کے پہلو سے ذکر کی جائیں تو حدیث کہلاتی ہے۔

مرفوع:۔ جس حدیث میں حضور اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

موقوف:۔ جس حدیث میں صحابہ کرام کے اقوال، احوال اور تقریرات کا بیان ہو۔

مقطوع:۔ جس حدیث میں تابعین کے اقوال، افعال، اور تقریرات کا بیان ہو۔

متصل:۔ جس حدیث کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

معلق:۔ جس حدیث کی سند کے شروع سے روایت کو حذف کر دیا جائے خواہ یہ حذف بعض کا ہو یا کل کا۔

مرسل: جس حدیث کی سند کے اخیر سے راوی کو ساقط کر دیا جائے مثلاً تابعی حضور ﷺ سے روایت کرے اور صحابی کو چھوڑ دے

معضل:۔ درمیان سند سے دو متوالی راویوں کو چھوڑ دیا جائے۔

منقطع بمعنی اخص:۔ دو سے زیادہ راویوں کو سند میں ایک جگہ سے یا دو راویوں کو متعدد جگہ سے چھوڑ دیا جائے۔

مضطرب:۔ سند یا متن حدیث میں زیادتی، نقصان یا تقدیم و تاخیر کر دی جائے۔

مدرج:۔ متن حدیث میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

شاذ:۔ جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے (اس کا مقابل محفوظ ہے)

منکر:۔ جس روایت میں زیادہ ضعیف راوی کم ضعیف کی مخالفت کرے (اس کا مقابل معروف ہے)

معلل:۔ جس حدیث میں علت خفیہ قادحہ ہو مثلاً مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔

صحیح لذاتہ:۔ جس حدیث کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

صحیح لغیرہ:۔ جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے

حسن لذاتہ:۔ جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔

حسن لغیرہ: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو لیکن یہ کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے

ضعیف:۔ جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو۔ اور تعدد طرق سے وہ کمی پوری نہ ہو۔

متروک:۔ جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

موضوع:۔ جس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔

غریب:۔ جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

عزیز:۔ جس حدیث کے دو راوی ہوں پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

مشہور:۔ جو حدیث دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو (یعنی سلسلہ سند میں کسی شخص سے بھی تین سے کم راوی نہ ہوں اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔

متواتر:۔ جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توفق علی الکذب عادۃً محال ہو۔

اقسام کتب حدیث

کتب حدیث کی انواع اور اقسام کافی زیادہ ہیں یہاں پر بعض ضروری اقسام کو بیان کیا جا رہا ہے۔

صحیح:۔ جس کتاب کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہو جیسے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ۔

جامع:۔ جس کتاب میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث لائی جائیں اور وہ یہ ہیں۔ سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط، مناقب جیسے بخاری اور ترمذی وغیرہ۔

سنن:۔ جس کتاب میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن ابوداؤد، نسائی۔

Scanned by CamScanner

مسند:۔جس کتاب میں ترتیب صحابہ سے احادیث لائی جائیں، جیسے مسند احمد بن حنبل۔

معجم:۔جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی۔

مستخرج:۔جس کتاب میں کسی اور کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کیلئے ان احادیث کو مصنف کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دیگر اسناد سے وارد کیا جائے۔جیسے مستخرج لابی نعیم علی البخاری۔

مستدرک:۔جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو لایا جائے جو ان ابواب میں کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے حاکم کی مستدرک علی الصحیحین۔

رسالہ:۔جس کتاب میں جامع کے آٹھ عنوانوں میں سے کسی ایک عنوان کے تحت احادیث ہوں جیسے امام احمد کی کتاب الزہد آداب میں اور ابن جریر طبری کی کتاب تفسیر میں۔

جز:۔جس کتاب میں صرف ایک موضوع پر احادیث ہوں جیسے امام بخاری کی جزء القرأۃ خلف الامام۔

اربعین:۔جس کتاب میں چالیس احادیث ہوں جیسے اربعین نووی۔

امالی:۔جس کتاب میں شیخ کے املاء کرائے ہوئے فوائد حدیث ہوں جیسے امالی امام محمد۔

اطراف:۔جس کتاب میں حدیث کا صرف وہ حصہ ذکر کیا جائے جو بقیہ پر دلالت کرے اور پھر اس حدیث کے تمام طریق اور اسانید بیان کردیے جائیں یا بعض مخصوصہ کی اسانید بیان کی جائیں۔جیسے اطراف الکتب الخمسۃ لابی العباس اور اطراف المزی۔

فقہی اصطلاحات

فقہاء کرام نے مآخذِ شرعیہ سے ثابت شدہ حکم کی شرعی حیثیت کا تعین کیا ہے۔جو درج ذیل ہیں۔

فرض:۔وہ حکم ہے جس کا لزوم دلیل قطعی سے ثابت ہو۔دلیل قطعی تین چیزیں ہیں۔

(۱) قرآن کی آیت جس کے معنیٰ میں ائمہ کا اختلاف نہ ہو۔(۲) حدیثِ متواتر جس حدیث کے راوی اس قدر زیادہ ہوں کہ ان سب کا جھوٹا ہونا عقلاً محال ہو۔اور یہ زیادتی شروع سے اخیر راوی تک ہر طبقہ میں رہے۔(۳) اجماعِ امت جیسے نمازِ پنجگانہ وغیرہ۔

فرض کا منکر کافر ہے۔بلا عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذابِ الیم کا مستحق ہے۔

فرض کی دو قسمیں ہیں (۱) فرضِ عین (۲) فرضِ کفایہ۔

فرض عین:۔جسکا ادا کرنا ہر شخص پر ضروری ہو۔جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اسلامی عقائد اور فرض عبادتوں کا سیکھنا۔فرض عین کا بلا عذر چھوڑنے والا فاسق اور گناہ گار ہے۔

فرضِ کفایہ:۔جو ایک دو آدمیوں کے ادا کرنے سے سب کے ذمہ سے اتر جائیگا۔کوئی بھی نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے نمازِ جنازہ، عالمِ دین بننا

نماز کے فرائض:۔سے مطلب وہ چیزیں ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی۔اور نماز لوٹانا فرض ہوتا ہے

واجب:۔وہ حکم ہے جسکا لزوم دلیل ظنی سے ہو۔دلیل ظنی تین چیزیں ہیں۔(۱) قرآن کی آیت جسکے معنیٰ میں دوسرا بھی احتمال ہو (۲) ایسی حدیث جسکے راوی بہت نہ ہوں کہ تواتر کے درجہ کو پہنچے۔(۳) قیاس اہل اجتہاد۔

واجب کی مثال فرض نماز کی جماعت، عیدین کی نمازیں۔

واجب کی دو قسمیں ہیں (۱) واجب عین (۲) واجب کفایہ۔

واجب عین:۔جس کا ادا کرنا ہر مسلمان پر علیٰحدہ علیٰحدہ واجب ہے۔جیسے نماز وتر، نماز عید وغیرہ۔

واجب کفایہ:۔ایسا واجب کہ اگر کچھ مسلمان ادا کریں تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے، ورنہ سب گنہگار ہوں گے جیسے تبلیغ دین۔

نماز کے واجبات:۔کا حکم یہ ہے کہ جس کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے اس کو قصداً چھوڑنے سے نماز تو ہو جاتی ہے مگر ناقص یعنی مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ہاں اگر واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو اس کیلئے سجدۂ سہو کافی ہوتا ہے۔ہاں اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز وقت کے اندر لوٹانی واجب ہے۔

Scanned by CamScanner

سنت:۔ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا ہو یا کرنے کا حکم دیا ہو۔

سنت کی دو قسمیں ہیں (۱) سنتِ موکدہ (۲) سنتِ غیر موکدہ۔

سنتِ مؤکدہ:۔ وہ کام جسے حضور ﷺ اکثر کرتے رہے ہوں یا کرنے کے لئے فرمایا ہو۔ اور بلا عذر کبھی نہ چھوڑا ہو جیسے صبح کی سنتیں۔ اس کا چھوڑنا گناہ ہے۔

سنتِ غیر مؤکدہ:۔ وہ کام جسے حضور ﷺ نے اکثر کیا ہو، اور کبھی بلا عذر چھوڑ بھی دیا ہو، ایسی سنت کے چھوڑنے سے گناہ نہیں ہوتا۔

پھر سنت کی اور دو قسمیں ہیں (۱) سنتِ عین (۲) سنتِ کفایہ۔

سنتِ عین:۔ جس کا ادا کرنا ہر مسلمان کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ سنت ہے جیسے عام سنتیں۔

سنتِ کفایہ:۔ ایسی سنت کہ اگر کچھ مسلمان ادا کریں تو سب کیطرف سے ادائیگی ہو جائے ورنہ سب پر سنت چھوڑنے کا بار رہیگا۔ جیسے اعتکاف

نوٹ:۔ (۱) جس سنت کا ثبوت حدیثِ متواتر سے ہے اسکا منکر کافر ہو جاتا ہے۔ اور جس سنت کا ثبوت حدیثِ مشہور سے ہو اس کا منکر فاسق ہو جاتا ہے۔ اگر سنت کا ثبوت حدیثِ مشہور سے ہو اس کا منکر فاسق ہوتا ہے۔ اگر سنت کا ثبوت حدیث احاد سے ہے تو اسکے منکر کو بدعتی اور مسی کہتے ہیں۔ اگر سنت اتفاقاً ترک ہو جائے کچھ حرج نہیں۔ اگر عادت کر لی تو اسکے ترک پر اس کو ملامت کرنا چاہئے۔ وہ گمراہ ہے اور شفاعت سے محروم رہے گا۔ (۲) نماز میں سنتِ مؤکدہ قصداً یا سہواً چھوٹ جائے تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی۔ نماز کا اعادہ یعنی دہرانا نہیں ہے، البتہ ثواب کم ہو جائے گا۔

مستحب:۔ جس کام کے کرنے کا ثواب حضور ﷺ نے بیان فرمایا ہو، اور گاہے خود بھی عمل کیا ہو، اور وہ عبادت کے باب سے ہو عادت کے باب سے نہ ہو۔ مستحب کے کرنے میں ثواب ہے، نہ کرنے میں کوئی عذاب نہیں ہے مستحب کا منکر نہ تو کافر ہے نہ فاسق، نہ مبتدع نہ مسی۔ ہاں کرنے والا ثواب اور فضیلت کا مستحق ہے۔

مباح:۔ وہ کام جس کے کرنے میں نہ ثواب ہو اور نہ، نہ کرنے میں گناہ ہو۔

نفل:۔ جس چیز کی فضیلت آئی ہو اور کرنے میں ثواب ہو، اور چھوڑنے میں عذاب نہ ہو، نفل کو مستحب، مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔

حرام:۔ وہ کام جس کی حرمت اور مخالفت دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسے جھوٹی گواہی دینا، چغلی، چوری، شراب پینا، سود لینا، رشوت، ہو اوغیرہ۔

حرام کا منکر کافر ہو جاتا ہے، اور بغیر عذر کے اس کا مرتکب فاسق اور مستحق عذاب و سزا ہوتا ہے۔

مکروہ:۔ یعنی ناگوار اور برا۔ مکروہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مکروہ تحریمی (۲) مکروہ تنزیہی۔

مکروہ تحریمی:۔ جس کی ممانعت اور ناپسندیدگی دلیل ظنی سے ہو۔ ایسا برا کام جو حرام کے قریب قریب ہو۔ مکروہ تحریمی کا منکر کافر تو نہیں ہوتا لیکن عمل میں لانے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔

مکروہ تنزیہی:۔ تنزیہ کے معنی پاک وصاف۔ مکروہ تنزیہی ایسا فعل جو پاکباز کو نہیں کرنا چاہئے۔ یعنی ایسا برا کام جس کی برائی معمولی ہو، شریعت میں غیر مناسب سمجھا جاتا ہو، اس کا چھوڑنا اچھا ہوتا ہے، اور کرنا پاکبازی کے خلاف ہے بچ جائے تو ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ نماز میں مکروہ تحریمی سے بچنا ضروری ہے اور اسکے کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔ اور مکروہ تنزیہی کا کرنا خلافِ اولیٰ ہے

Scanned by CamScanner

شرعی دلائل

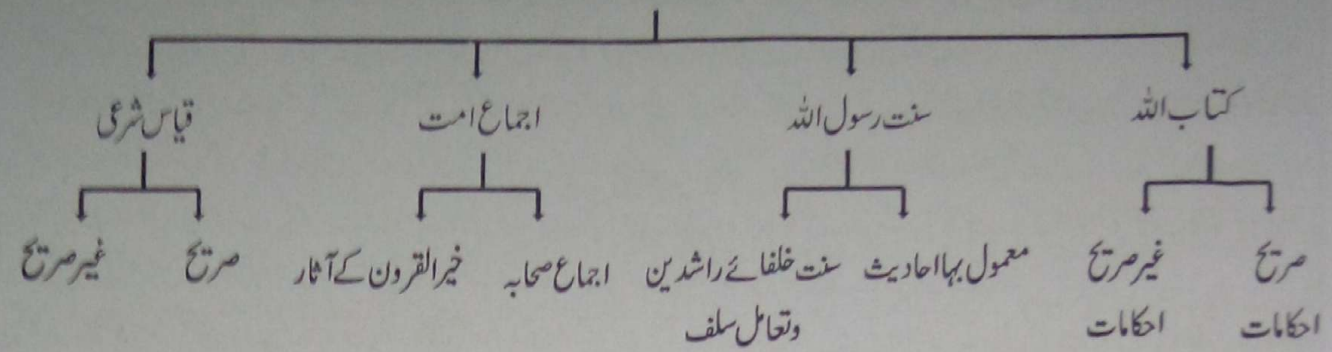

فقہی اصطلاحات

نمبر شمار	حکم	دلائل
۱	فرض	دلیل قطعی: صریح آیت، حدیث متواتر، اجماع امت
۲	واجب	دلیل ظنّی: غیر صریح آیت، حدیث غیر متواتر، قیاس مجتہد
۳	سنت مؤکدہ	صحیح صریح حدیث
۴	سنت غیر مؤکدہ یا سنن زوائد، مستحب	احادیث ضعیفہ، اقوال واعمال سلف
۵	مندوب، مباح، نفل	اقوال واعمال سلف
۶	حرام	دلیل قطعی یا فرض کی مخالفت
۷	مکروہ تحریمی	دلیل ظنّی یا واجب کی مخالفت
۸	مکروہ تنزیہی	مستحب کی مخالفت

[حدیث۔ مرفوع۔ موقوف۔ صحیح لذاتہ۔ ضعیف۔ متواتر ان تعریفات کو زبانی یاد کرنا، اور فقہی اصطلاحات میں کون سے ''حکم'' کی ''دلیل'' کیا ہے اسے یاد کرنا]

Scanned by CamScanner